

Registered

L. No. 89.

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۸) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہے - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

لندن میں ہر ۳۰۰۰ آدمیوں کے پیچھے صرف ایک بیمار ٹھرایا ہے اور مانچسٹر میں ہر ۵۶۰۰ آدمیوں کے پیچھے ایک ہیں مسٹر **ٹی پی** او کونر نے یہ سند میڈیکل حکام بیان کیا ہے کہ لندن میں ہوس آف کامنز سب سے زیادہ غیر صحت بخش جگہ ہے۔ **بیرن** کومورا سابق جاپانی وزیر معاملات خارجیہ لندن میں سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ **حال** میں جو دنیا بھر میں ہیروں جواہرات وغیرہ کی پیداوار کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ایک کروڑ قیرات برازیل میں ایک کروڑ بیس لاکھ قیرات اور افریقہ میں ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ قیرات ہیرے نکلے۔ **ایڈورڈ ہفتم** کے زیر حکومت محمدی سلطان ترکی سے بھی زیادہ ہیں اور عبرانی لوگ فلسطین میں اتنے نہیں جتنے شاہ معظم کے ماتحت ہیں اسی طرح حبشی بھی ان تمام بادشاہوں کی قلمرو کے حبشیوں سے زیادہ ہیں جو افریقہ کے اصلی باشندے نہیں ہیں۔ **سرکار ہند** نے بشمولیت فیصلہ سکرٹری آف سٹیٹ یہ تصفیہ کرلیا ہے کہ ڈیرہ دون کی موجودہ امپیریل فارسٹ ریسرچ انسٹیٹوٹ کالج ہوگا۔ **سان** فرانسسکو کی از سرنو تعمیر کی تجاویز میں ایک یہ تجویز ہے کہ ایک پندرہ منزلہ اسپات کی عمارت جہاز نما بنائی جائے جس کی تمام دیواریں اسپات کی چادروں سے بنی ہوئی ہونگی۔ یہ دنیا میں سب سے پہلا اپنی قسم کا مکان ہوگا۔ **سیماب** کی کان میں کام کرنا نہایت ہی مضر صحت پیشہ ہے۔ سیماب کے ابخروں کے سبب سے مزدوروں کے دانت گر

چڑتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ صحت بخش پیشہ تارکول سے رنگ سازی کا ہے۔ کیونکہ اس کے ابخرے حد درجہ کی ٹانک ہیں تارکول کے کام کرنے والوں کی اوسط عمر ۸۶ سال کی ہوتی ہیں۔ **انگلستان میں کل** کے ذریعہ گائیں دوہی جاتی ہیں۔ شہر گلاسگو میں ایک سترہ سالہ لڑکی نے ۳۴ گایوں کا دودھ سوا گھنٹے میں نکالا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو دودھ جمع کرتا جاتا تھا۔ **فیلیٹالک** انٹرنیشنل نمائش میں جو حال ہی میں منعقد ہوئی تھی ارل آف کرو فورڈ نے برطانیہ عظمہ کے ٹکٹوں کی فراہمی کے صلہ میں چمپئن شپ کلاس سکشن نمبر ۱ میں ایک سونے کا پیالہ انعام میں لیا۔ پرنس آف ویلز نے ہانگ کانگ کے ٹکٹ جمع کرنے کے صلہ میں ایک نقرئی تمغہ حاصل کیا۔ اور برطانیہ عظمہ کے ٹکٹوں کی فراہمی کے عوض میں ایک پیتل کا تمغہ پایا۔ **مدراس گورنمنٹ** نے آبکاری لائیسنس کے قوانین کے رو سے ۱۴ سال سے چھوٹے لڑکے یا لڑکی کے ہاتھ شراب فروخت کرنا جرم قرار دیا ہے **سرکار** نے منصفی طور پر اعلان دیدیا ہے کہ بادشاہ کے یوم ولادت کی رخصت ۲۹ جون کو ہوا کریگی۔ **دنیا** نوڈایا کے بیان کے مطابق ابتک قریب ساٹھ جوانوں نے اپنے آپ کو نیشنل انڈین مشنری سوسائیٹی کی خدمت کے لئے وقف کردیا ہے۔ اس سوسائیٹی کے متعلق چندوں کی خبریں بھی موصول ہورہی ہیں۔ **تجویز** کی گئی ہے کہ ہندوستانی مسیحی لیڈروں کی ایک جماعت جاپان میں جائے۔ یہ لیڈر ورلڈس کرسچین سٹوڈنٹس فیڈریشن کی ورلڈس کانفرنس میں جو اپریل ۱۹۰۷ء کو ٹوکیو میں ہونے والی ہے ڈیلیگیٹس کی حیثیت سے بھی حاضر ہونگے **شملہ میں** اس قدر بارش ہوئی کہ کئی جگہ سے پہاڑ پھٹ گیا

راستہ بند ہوگیا ریلوے لائن ٹوٹ گئی اور ٹیلیگراف ڈاک کا سلسلہ آمد و رفت بند ہوگیا اور چاروں جانب سے شملہ والوں کا تعلق باقی دنیا سے منقطع ہوگیا۔ شملہ والے کہتے ہیں کہ رپورٹر متعلق الموسم کے بیان کے موافق اگر پوری بارش ہوتی تو نہیں معلوم کیا کیفیت ہوتی۔ **بنولے کی غذا**۔ اہل امریکہ نے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے کہ پروفیسر کاتل نے تحقیقات کرکے حال میں یہ رائے قائم کی ہے کہ بنولے کا آٹا تمام قابل اعتراض بدمزگی اور بدبو سے پاک ہے اور بطور آٹے کے استعمال کیا جاتا ہے تین گنا زیادہ قوت کی اجزا بمقابلہ گیہوں کے شامل ہیں اونہوں نے کہا کہ عنقریب امریکہ ۴۵ لاکھ ٹن آٹا روٹی کے واسطے بنولے سے طیار کرکے پبلک کے روبرو پیش کرے گا کہ جس حالت میں گیہوں کی مانگ امریکہ میں کم ہوجاویگی بنولے ابتک ہندوستان میں مویشی کے استعمال میں آتا ہے یا اس سے تیل نکالا جاتا ہے اس جدید تجربہ کی کامیابی کیطرف اہل ہند بہت دلچسپی کے ساتھ نگاہ رکھینگے **یہ خبر** تعجب کے ساتھ سُنی جائیگی کہ دنیا میں سب سے زیادہ دولتمند عورت ایک مفلس آدمی سے شادی کرنا پسند کرتی ہے۔ باوجودیکہ اس کو شہزادوں۔ نوابوں کئی لکھ پتی آدمیوں کی طرف سے درخواست ہوئی لیکن اس عورت نے ان تمام درخواستوں کو رد کردیا۔ اور اس بات پر قائم رہی کہ میں اپنے گُن کرم سبھاؤ کے مطابق اپنا پتی چُنونگی۔ اس کی والدہ اور اس کے قریبی رشتہ داروں نے اس انتخاب کی مخالفت کی لیکن وہ مالدار عورت اپنے ارادہ پر قائم رہی۔ یہ عورت اس کارخانہ کی واحد مالک ہے جوکہ تمام بری و بحری فوج کیلئے سامان جنگ بہم پہنچاتا ہے اس کے ماتحت ۳۰۰۰۰ آدمی کام کرتے ہیں اور اگر ان کے پریوار کو لیا جائے تو تین لاکھ انسان روٹی کے لئے اس پر منحصر ہیں ایسن کا تمام شہر جس میں اڑھائی لاکھ آدمی رہتے ہیں۔

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیح کے کفارہ سے گناہوں کی معافی۔ منہود مسلمان بھائی اِس مسیحی تعلیم پر اکثر اعتراض کیا کرتے اور کہا کرتے ہیں کہ یہہ تعلیم خدا کے عدل اور بلا معاوضہ معافی کے متبائن ہی۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو یہہ تعلیم بلا معاوضہ معافی کا ضروری نتیجہ اور عدل کا ضروری تکملہ ہے۔ ہمارے خداوند کی دعا جو اُس نے اپنے شاگردون کو سکھائی اُس کا یہہ فقرہ کہ "ہمارے قرض بخشدے جس طرح سے ہم اپنے قرضدارون کو بخش دیتے ہیں" انسان کی جس محتاجی کو کما حقہ ظاہر کرتا ہی اور وہ وجہ بتاتا ہی جس سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ یہہ تو ظاہر ہی کہ ہم بلا فسخ کرنے عدل کے دعوے کے اپنے قرضدارون کو بخش سکتے ہیں۔ ہم اپنے آسمانی باپ سے بہ این وثوق عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح بلا انفسخ اپنے عدل کے ہمارے قرض ہمیں بخش سکتا ہی۔ لیکن جب ہم کسی کو اپنا قرض بخشتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ ہم اسطرح اپنے قرضدارون کو معاف نہیں کرتے کہ وہ ہمارا قرض ادا کر دین ہم اِس دعوے کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے زر کے نقصانات کا کل بار اپنے اوپر لیتے ہیں۔ اور اصالتاً اور عملاً اپنے قرضدا کو اپنے دعوؤں سے آزاد کر کے اُسکو دلیسا ہی ہمیشہ تصور اور تسلیم کرتے ہیں۔ جہان تک معاملہ قرض سے تعلق رکھتا ہی وہان تک ہم اپنے آپکو اپنے قرضدارون کے عوض یا جگہ میں رکھتے ہیں۔ پس معافی دینا اپنے آپکو عوض میں دنیا ہے۔ اور جب ہم خدا سے یہہ عرض کرتے ہین کہ ہمارے قرض ہمکو بخشدے جس طرح سے کہ ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اِس سے ہماری یہہ مراد ہوتی ہی کہ وہ ہمارے گناہوں کا بار خود اُٹھائے جیسا کہ ہم اپنے قرضداروں کے قرض معاف کرنے میں اُن کے عوضی بنتے ہیں یہہ صرف وہی اشخاص اسبات کا انکار کر سکتے ہیں کہ خدا ہمارے گناہ معاف کر سکتا ہے جو اس بات کے منکر ہیں کہ خدا ہمارا آسمانی باپ ہی۔ اور صرف وہی لوگ گناہ کے معاوضانہ کفارہ کا انکار کر سکتے ہیں جو اس بات کے انکاری ہیں کہ خدا ہمیں اسیطرح معاف کرتا ہے جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں +

مسیحی زندگی کیا ہی؟ مسیح اپنی تعلیم اور نمونے میں زندگی کا کامل قانون تھا اور ہی اور مسیح کے فرمانبردار ہونا اور اس کے مشابہ بننا دونوں ایک ہی بات ہی جو کچھ کہ مسیحی مذہب اپنے پیروان کو بتانا چاہتا ہے اس کا مآل بھی یہی ہے۔ مسیح نے جب اپنی زمینی خدمات کے آغاز میں اور وسط میں اپنے شاگردوں کو اپنی پیروی کے لئے بلایا اور انکو بھی یہی تعلیم دی تو یہہ بلاہٹ بھی عین اسی لئے تھی کہ وہ اس کے مشابہ بننا اسی سے سکھیں اور جب اپنے صعود سے پیشتر اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی منادی کرو تو عملی طور پر اُس کا بھی یہی مدعا تھا۔ یہہ امر لوگوں کو گناہوں سے منہ موڑ کر اِس تیقن کے ساتھ مقدس فرمانبرداری کی سمت پھیرنا تھا کہ اِس رجعت سے وہ اِس بات کا کچھ فکر نہ کرین کہ ہمارے پہلے گناہ اِس فرمانبرداری کی مقدس زندگی میں گامزنی کرنے میں ہمارے سدِراہ ہونگے کیونکہ انکا علاج گناہوں کے فدیہ سے ہو گیا۔ اِس زندگی کا حصول انسانی طاقت سے بعید ہی۔ مگر مسیح نے اپنی طاقت سے اپنی بلاہٹ میں روح القدس کے ذریعہ سے اس کا حصول آسان کر دیا اور آیندہ بہتر اور مقبول زندگی بسر کرنیکی طاقت عطا فرماتا ہے اُس نے وعدہ کیا ہے کہ جو مانگتا ہے اسکو روح پاک ملیگی لہذا یہی زندگی وہ زندگی نہیں جو قاعدوں کے سلسلہ سے انتظام پاتی اور انکا نتیجہ ہوتی ہے مگر یہہ وہ زندگی ہی جس کے اندر ایک اصول قائم کر دیا جاتا ہی اور جو الہٰی طاقت کے زیر اثر رہکر قائم اور برقرار رہتی ہی اور ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور اِس زندگی کے جویان کو تمام باتوں میں مسیح کی مانند بننے کے لئے قوت ملتی رہتی ہی +

ایک نئی ایجاد۔ آرے کیساتھ اسپات کی چادروں اور کندوں کا چیرنا ایک ٹیڑھی کھیر۔ اور آرہ کشوں کے لئے نہایت ہی جانکاہ اور خطرناک عمل ہے کیونکہ گرم اسپات کو کاٹنے کے لئے سخت محنت اور طاقت درکار ہوتی ہے بلکہ لوہے کے برادے اور چھوٹے چھوٹے ذرے جو کاٹنے کے وقت اڑاتے ہیں وہ آرہ کشوں اور مزدوروں کی آنکھوں اور پھیپھڑوں میں جاکر انکو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر اب ایک موجد نے پیرس کے ایک اخبار پیچر نامی میں ایک نہایت عمدہ اور آسان طریقہ کا اعلان دیا ہے جس کے عمل سے تمام تکالیف و مضرات رفع ہو گئی ہیں۔ موجد نے دو نلیان تیار کی ہیں جو اس نشان پر برابر پھرتی رہتی ہیں جہان پر آرہ چلتا ہے۔ از انجملہ ایک نال تو آکسیہائیڈرک ہے جو لوہے کو نہایت درجہ گرم کر دیتی ہے۔ اور دوسری نلکی جس کی نوک پہلی نلکی کی نوک سے ۵ سنٹیمیٹر پر وہ اِس نشان پر آکسیجن پھینکتی رہتی ہے جس سے لوہا اصالتاً جل جاتا ہے۔ اور کام بزودی و آسانی ختم ہو جاتا ہے۔ حرارت سرعت سے سرف نہیں۔ لوہا پگھل کر گداز نہیں ہو جاتا۔ اور اکسہائیڈ محض ایک سیال شئے رہجاتی ہے جو بہ آسانی لوہے پر سے اُتاری جا سکتی ہے۔ اِس نئے عمل کے نتائج نہایت درجہ کے تشفی بخش ہیں۔

جارجیا میں سرخ رنگ کی کپاس پیدا ہو رہی یہہ کپاس ایک ایکڑ میں بوئی گئی اس کے بوٹوں کا تنہ شاخین پتے اور پھول سب کے سب گہرے سرخ رنگ کے ہیں۔

ناظرین ہوشیار رہیں۔ پادری جے ڈبلیو نگسن صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل ایک شخص مسمی وزیر چند فقیرانہ بھیس میں جعلی طور پر روپیہ فراہم کر رہا ہے۔ نکل

مقدس تھوما کی صلیب۔ مالابار کے سریانی مسیحیوں کے درمیان ایک نہایت قدیم روایت مروج ہے۔ اور اس بات کو وہ اپنا بڑا فخر اور عزت تصور کرتے ہیں کہ جب مقدس تھوما رسول ہندوستان کے اس مقام میں اپنا جلیل القدر کام کر رہا تھا تو اس نے یہاں پر سات گرجے تعمیر کرائے تھے۔ ایک چوگھاٹ کے قریب پلور میں جو تا حال موجود ہے۔ دوسرا گرجا کرانگانور میں یہہ اب برباد ہو گیا ہے۔ تیسرا چودری بالا کے نزدیک شنازالو میں جسکو جنگلی ہاتھیوں نے برباد کر ڈالا۔ چوتھا کوٹا کریل یا پرور میں جو اب تک قائم ہے۔ اسیطرح کوکا منگالوم۔ کوئیلن اور نرانم میں بھی۔

ممبران کلیسیائے نرانم کے درمیان بھی یہہ ایک نہایت ہر دلعزیز اور پرجوش روایت زبانزد ہے کہ ہمارے اباؤ اجداد کو مقدس تھوما ہی نے مسیحی گلہ میں شریک کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت تھوما رسول وہان کام کر رہا تھا تو اس وقت موضع نرانم میں کئی ایک برہمن خاندان بھی مشہور تھے۔ رسول موصوف کو اس اجنبی ملک کے اندر اپنا مشن پورا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت ایک حجام کے گھر میں فروکش تھا۔ اور صرف اسی ایک معجزہ سے اس نے اس گاؤں میں اپنے کئی ایک پیرو بنا لیتے تھے کہ چند برہمن اشنان کرنے کے بعد سورج دیوتا کو جل چڑھا رہے تھے۔ تھوما نے یہہ دیکھ کر انہیں کہا پانی جو تم آسمان کیطرف پھینک رہے ہو وہ زمین پر واپس نہیں گرے گا بلکہ خلا ہی میں معلق رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گیا اور وہ برہمن رجوع الی المسیح ہو گئے۔ اور رسول کے ہاتھ سے مصطبغ ہو کر مسیحی کلیسیا میں شریک ہوئے رسول نے ان نو مریدوں کے لئے اسی مقام پر ایک گرجا تعمیر کرا دیا تاکہ اس کے متعلق بھر شاگرد وہیان ہی عبادت کیا کریں۔ دوسرے برہمنوں نے اس ماجرا کو دیکھ کر بڑا خوف کھایا اور شکوک سے بھر گئے۔ اور اس بات کی فکر میں ہوئے کہ کسی نہ کسی طرح تھوما کو وہاں سے نکال دیں۔ مبادا ہم بھی اس کی معجزنما الہٰی تاثیر میں آجاویں۔ وہ اسی فکر و تردد میں تھے کہ قضاء الہٰی سے اسی حجام کے گھر میں جہاں تھوما فروکش تھا ایک بچہ بیمار ہو کر قریب المرگ حالت تک پہنچ گیا۔ ان ہراسان اور شرد برہمنوں نے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اس بیچارے لڑکے کا چھری سے گلا کاٹ ڈالا اور اس کا الزام تھوما کے سر تھوپ دیا۔ اب کیا تھا؟ تھوما بیچارہ موذیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔ مگر جب وہ اس کے قتل کی تجاویز و تدابیر سوچ رہے تھے تو رسول نے اپنی بیگناہی اور ایمان کی حالت میں ہو کر ایسا معجزہ کیا جس سے اس کی جان صاف بچ گئی اور وہ جرم سے بالکل بری ہو گیا اور اس کی صداقت کا سکہ عوام الناس اور ان برہمنوں کے دلپر اور بھی جم گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ مقتول کی گردن پر رکھدیا اور آسمان کی جانب اپنی آنکھیں اٹھا کر تہہ دل سے بڑے جذبے اور ایمان کے ساتھ جناب باریتعالیٰ سے امداد اور تسلی کا خواستگار ہوا نتیجہ یہہ ہوا کہ بچہ نے فی الفور آنکھیں کھولدیں۔ اس کا بدن جو ٹھنڈا پڑ گیا تھا دفعتہً گرم ہو گیا۔ اور وہ اسی دم بولنے لگ پڑا۔ اور اپنی موت کا تمام ماجرا بلا کم و کاست سبھوں کے روبرو بیان کر دیا۔ یہہ نظارہ دیکھ کر برہمن اور بھی خوفزدہ اور متحیر ہو گئے۔ اور اب شہر چھوڑ کر فرار ہونے کے سوا اور کچھ چارہ انہیں نہ سوجھا۔ مگر بھاگتے وقت انہوں نے اس گرجہ کو بھی آگ لگا دی اور اس صلیب کو گرا گئے جسے رسول نے قریب کے ایک چشمے پر نصب کیا تھا۔ دوسری صبح کو وہ صلیب اس چشمے کے دوسرے کنارہ پر عین اس جگہ کے جہاں پر وہ جلا ہوا گرجا موجود تھا جا لگی اس مقام پر لوگوں نے ایک اور گرجا بنا دیا جہاں اب یعقوبی سریانی مسیحیوں کی ایک کلیسیا قائم ہے۔

گرجے کے جلائے اور صلیب کے گرا دیئے جانے کے بعد اس مقام کا نام و نشان بھی معدوم ہو گیا۔ مگر لوگ خیال کرتے تھے کہ اصل مقام اس کا اس احاطہ ہی میں ہے جو آجکل پالی پورپسی یعنی گرجے کا احاطہ کہلاتا ہے۔ بعد کے زمانہ میں مارتھوما سریانیوں نے اس جگہ کو خرید لیا اور ایک اور گرجے کی بنیاد ڈالدی۔ اس گرجے کی شمالی خشتی دیوار سے دو گز پرے سو سال سے زیادہ کا ایک پرانا درخت کھڑا ہے۔ چند ایام گذرے کہ دیوار اور درخت کے مابین جو جگہ خالی پڑی تھی لوگ اسمیں ایک گڑھا کھود رہے تھے کہ اتفاق سے کدال کسی سخت چیز پر جا لگی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ ایک سخت پتھر ہے جب وہ پتھر نکالا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس درخت کی جڑیں پتھر کے گرد خوب لپٹی ہوئی ہیں جس کے ہٹانے سے ایک صلیب کی شکل نظر آئی۔ یہہ صلیب پانچ پتھروں سے اسطور بنی ہوئی تھی کہ چار پتھر ترکیب سے سرے ملا کر صلیب کی شکل میں رکھے ہوئے تھے اور پانچواں پتھر ان چاروں کے مقام اتصال پر دھرا ہوا تھا۔ یہہ صلیب ۳½ فٹ زمین کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔ اور اس کی قدامت پر ذرا بھی شک نہیں کیا جاتا ہے۔ ہزاروں نے اسے بچشم خود ملاحظہ کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جو چوبی صلیب برہمنوں نے اس چشمے میں پھینک دی تھی وہ بالضرور اسی صلیب کے اوپر نصب کی گئی ہوگی۔ گرجوں کی بنیاد ڈالنے کا یہہ طریقہ سریانی مسیحیوں کے درمیان تا ہنوز مروج ہے۔ لوگ جنہوں نے اس صلیب کو دیکھا ہے یقین کرتے ہیں کہ بالضرور یہہ مقدس تھوما ہی کی صلیب ہے۔

ہندوستان قدیم کی یونیورسٹیاں۔ بنگال کے ایک عالم فاضل رائے سرت چندر داس صاحب نے ایک انگریزی اخبار میں اسی مضمون پر بڑا دلچسپ اور عالمانہ آرٹیکل لکھا ہے جو قدیم آریائی تہذیب کے عاشقوں کے لئے بڑی شغف اور فخر کا باعث ہوگا۔ مسٹر داس کی رائے ہے کہ ہندوستانی تعلیم و تدریس کی بنیاد ویدک زمانہ ہی

میں پڑگئی تھی۔ اس وقت برہمنی لوگ اپنے چیلوں کو اپنی اپنی جھونپڑیوں ہی میں تعلیم دیا کرتے اور رہایش کے لئے مکان اور پرورش کے لئے خوراک و پوشاک وغیرہ بلاقیمت مہیا کیا کرتے تھے۔ مگر طلبا اپنی تعلیم کے اختتام پر صرف بطور دکشنا کے شکرگذاری میں نذرانے دیا کرتے تھے۔ مضمون نگار کا بیان ہے کہ اس زمانہ کے بعد ہی پرانوں کا زمانہ شروع ہوتا ہے جبکہ اس آتالیقی طریقہ تعلیم کی بجائے اکیڈیمک یعنی طریقہ تعلیم شروع ہوگیا اور الفنون علوم قایم ہوگئے۔ مگر جہاں تک کہ آثار گزشتوں کی شہادت ملسکتی ہے اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ ویدک زمانہ کے بعد تنزل زمانہ کا دور دورہ تھا۔ اور سشیزم کی تعلیم بکثرت ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں چونکہ پوجاری لوگ شہوت پرست اور بداخلاق ہوگئے تھے اس لئے ان کے کاموں کی اصلاح اور کل اخلاقی عوارض کے استیصال کی غرض سے تعلیم تدریس کے ذریعہ ایسے اشخاص تیار کئے جاتے تھے جو اس کام کے نہایت ہی موزوں اور قابل ہوتے تھے۔

اسی زمانہ میں بدھ جی نے بھی مذہبی سٹیج پر جلوس فرمایا اور شریر پوجاریوں کے ہاتھوں میں مقدس کتابوں کا دیا جانا سخت معیوب و معتوب قرار دیا۔ بدھ مت نے تعلیم و تعلم پر بڑا زور دیا۔ ملک میں جابجا راہب خانے اور اُن کے متعلق بڑے بڑے مدارس قایم ہوئے۔ مگر از انجملہ چند ہی مدارس نے فروغ پایا۔ ٹکشیلا کی یونیورسٹی بدھ مت اور برہمنوں کے علم و فضل کے لئے سب سے زیادہ شہرت رکھتی تھی۔ یہہ وہی شہر ہے جس کو یونانی مورخوں نے ٹکسیلا کے نام سے مرقوم کیا ہے۔ یہاں ہی سے دو بڑے بدھسٹ راہب کماارن اور ہانگ نکلے اور اپنے عَلَم مذہب کو چین میں جا قایم کیا۔ قدیم زمانہ کے وہ شہرۂ آفاق مصنف یعنی پانینی جو بڑا عجازی دیاکرن دان تھا اور جنکیا جو مدبر اور پولیٹشن تھا اسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ تھے۔ ایک اور یونیورسٹی دریائے

گزشتا کے کنارہ پر امراوتی کے قریب شہر بدھنیا کٹک کے نام سے سدھ نگرجونا نے قایم کی تھی۔ تیسری مگدھ کے مشہور و معروف نلند کی یونیورسٹی تھی۔ اسمیں استادوں کا بڑا بھاری اور کافی سٹاف تھا۔ جو برہمنوں اور بدھ مذہب کے علوم میں بخوبی ماہر تھے۔ اس یونیورسٹی نے آٹھوین صدی عیسوی تک فروغ پایا مگر اودنت پوری کی عظیم الشان یونیورسٹی کے سامنے مات پڑ گئی اور عوام الناس کی توجہ اسکی طرف کھنچ گئی۔ یہہ پرانگ زمانہ کی سب سے اول اور بڑی یونیورسٹی تھی اور یہاں ہی بدھ اور برہمنوں کے مت کی عمدہ عمدہ کتابوں کا ذخیرہ تھا۔ اور اسی جگہ بڑے بڑے عالم فاضل اساتذہ تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ سنہ ۱۲۰۳ء میں محمدیوں نے اس پر یورش کرکے تاخت و تاراج کردیا۔ وہاں کے رہبانوں کا قتل عام کیا اور کتب خانہ کو جلا ڈالا۔ اس طرح سے ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں سے نہایت عمدہ اور عالیشان یونیورسٹی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس یونیورسٹی کے مقابل میں ایک اور یونیورسٹی بھی تھی جس کی بابت بہت تھوڑا معلوم ہے۔ اس یونیورسٹی کا نام وکرم شلا تھا جس کو راجہ دھرم پال نے آٹھوین صدی عیسوی میں قایم کیا تھا۔ اس کے متعلق ۱۰۷ مندر ۵۰ زیارت گاہیں چھہ کالج۔ ایک رصدگاہ ایک کارخانہ ادویات تھا۔ اور چار لنگر بھی تھے جن کا کل خرچ راجہ کی طرف سے ہوتا تھا۔

شہر قصور ضلع لاہور میں ایک نیا مذہب کچھ عرصہ سے قایم ہوا ہے جس کے بانی بابا دھنپت رائے صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب ہیں یہہ مذہب ایک نرالے ڈھنگ کا بنایا گیا ہے۔ بہت سے لوگ اِن کے ہم خیال ہوگئے ہیں۔ اِن کا اصول یہہ ہے کہ گائے و بیل وغیرہ کو ناحق مارا نہ جاوے اس سے کام لیا جائے یعنے ہل وغیرہ کا اس سے کام لیا جائے جب بالکل بیکار ہو جاوے تو اس وقت اس کے مار دینے اور اس کا چمڑہ وغیرہ لے لینے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ اس مذہب کا نام "موج بہار" ہے۔ اس میں ہر ایک چیز کا کھانا پینا جائز رکھا ہے۔ شراب کا پینا اور ہر قسم کا کام خواہ اس کا کرنا اخلاقی گناہ ہو اس مذہب میں روا ہے۔ اسی واسطے اس مذہب کا نام موج بہار رکھا گیا ہے یعنے جو جی مین آئے کرو بابا دھنپت رائے صاحب کا لنگر بھی جاری ہے اس مذہب میں مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ وغیرہ شامل ہوسکتے ہیں۔ ان کے لیکچرار گاؤں میں جاکر منادی کرتے ہیں اور چندہ بھی وصول کرتے ہیں رام جی کی جگہہ آپس میں "موج بہار" پکارتے ہیں۔

مُراسلات

امپایر ڈے ڈسکہ

مورخہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو جونہی کہ ڈائرکٹر صاحب کا سرکولر ہمارے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس آیا۔ اسی وقت سے ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف نے اس امر کی سعی میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ کہ گورنمنٹ اور مشن سکول کے استاد اور طلبا تمام کے تمام اس نادر موقعہ پر اکٹھے ہوکر خوشی منا دین۔ چنانچہ ایزد متعال کا شکر ہے جس نے ان کی تمام کوششوں کو پورا کرکے انہیں اور اہل ڈسکہ کو وہ خوشی بخشی جو کہ پہلے کبھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ آخرکار وہ نادر موقعہ اور شبہ لگن وقت آپہنچا جس کی تیاریوں میں مشن سکول کے طلبا اور معلم ایک ہفتہ سے ہمہ تن مصروف تھے تمہید کہیں تو امام الدین طالب علم سوم مڈل مشن سکول ڈسکہ

حرفون کے کاٹ میں اور اُن کے سجانے میں مصروف کہیں مسٹر آئی۔ڈی۔ راج اور مسٹر سنت رام اور سوم ٹل کے لڑکے انتظام اور سجاوٹ اور جھنڈیون کے بنانے میں کوشان جن کے بنانے میں ان ہر دو صاحبان اور طلبانے علم کنڈر گارٹن کو مکمل ثابت کر دکھایا۔

جلسہ ہذا مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء بوقت ۴½ شام قرار پایا۔ جلسہ کے روز سکول کے ہال کے منڈیر پر ایک بڑا عظیم الشان اور بڑا خوب صورت و نفیس شہنشاہی جھنڈا نصب کیا گیا جو دور دور سے دکھائی دیتا تھا۔ اور یہ جناب مِس سکاٹ صاحبہ نے اپنے دستِ مبارک سے تیار کر کے عنایت کیا تھا۔ اور ایک جھنڈا تحصیل کے کونے پر لگایا گیا اور ایک بورڈنگ کے میدان میں درخت پر لوہت سی چھوٹی چھوٹی جھنڈیان جابجا ترتیب سے گاڑی گئیں۔ سکول اور بورڈنگ ہاؤس دونون قطعات وغیرہ سے خوب آراستہ کئے گئے۔ جلسہ گاہ کے گرداگرد اور جلسہ کے آمد کے رستہ میں سٹرک بناکر اس کے دونوں طرف بانسوں پر دھاگا باندھ کر ان پر مختلف رنگ کی جھنڈیاں آویزاں کی گئیں اور سٹرک کی حد پر ایک شاندار دروازہ بنایا گیا جسکی پیشانی پر God save the King جلی حروف میں لکھا تھا۔ جلسہ گاہ کرسیوں بینچوں اور فرش فروش سے خوب سجایا گیا تھا۔ بورڈ کے طلبا جلسہ میں حاضر ہونے کے لئے جس شان و شوکت سے آئے وہ سماں بھی قابل دید تھا۔ آگے دو لڑکوں نے دو جھنڈیوں کا دروازہ بنا کر پکڑا ہوا تھا۔ جس پر انگریزی حروف میں Long live our King لکھا تھا۔ پیچھے سب طلبا زیر نگرانی معلمین جلسہ گاہ میں وارد ہوتے۔ بعدازان جناب تحصیلدار صاحب و منصف صاحب و تھانہ دار صاحب و دیگر اہلکاران و ممبران و رؤسائے شہر و جناب پادری ولیم سکاٹ صاحب و میم صاحبہ و مس میکوین صاحبہ و مس سکاٹ صاحبہ و مسٹر تی صاحب انجنیئر اپر چناب کنال Upper Chenab Canal رونق افروز ہوئے۔ پیشتر ہی سب کی رائے سے جناب پادری ولیم سکاٹ صاحب پریزیڈنٹ اور مسٹر ایم۔ ایچ۔ ہاز صاحب ہیڈ ماسٹر مشن سکول ڈسکہ سیکرٹری مقرر ہو چکے تھے۔ سب سے پہلے مشن سکول کے طلبا نے ملکر باواز بلند ایسی میٹھی سُر سے نیشنل انتھم National Anthem کو گایا۔ کہ حاضرین عش عش کرنے لگے۔ کیون نہ ہو۔ ان کی سکھانے والی ہماری محترمہ جناب مس سکاٹ صاحبہ تھیں۔ جن کے باجا بجانے نے جلسہ کو دوبالا رونق بخشی۔ اس کے بعد پریزیڈنٹ صاحب پادری ولیم سکاٹ صاحب نے پروگرام کے مطابق کارروائی شروع کی۔ اول لالہ دینا ناتھ صاحب مدرس گورنمنٹ سکول نے لکچر دیا۔ جس میں شہنشاہ اور رعایا کے باہمی فرائض کو عمدہ طور سے بیان کیا تھا۔ بعدہٗ بورڈ سکول کے طلبا نے گیت گایا اس کے بعد اسی سکول کے منشی اور ڈسے خان نے ایک نظم پڑھ کر حاضرین کو خوش کیا۔ ازان بعد مشن سکول کے طلبا نے ایک دیسی غزل گائی پھر سیکرٹری صاحب نے سلطنت برطانیہ اور اس کے وسعت پر ایک لیکچر دیا جس میں اشعار ایسی خوش اسلوبی سے درج کئے گئے تھے کہ سامعین بے اختیار تحسین کے نعرے بلند کرتے تھے اس کے بعد امام الدین طالب علم سوم ٹل مشن سکول نے ایک گیت ایسی خوش الحانی اور شیرین زبانی سے گایا کہ حاضرین نے تین بار دھرانے کا اعزاز بخشا۔ اس کے بعد مولوی ضیاء الدین صاحب منشی فاضل مدرس مشن سکول کی اردو نظم جس میں سلطنتِ برطانیہ کے عدل و انصاف و ایمانداری و دیگر خوبیوں کا ذکر بہت اچھے طور پر ادا کیا گیا تھا پڑھی گئی۔ اس کے پیچھے پریزیڈنٹ صاحب نے اپنے پُر اثر اور مختصر الفاظ میں تمام حاضرین کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

اصحاب جلسہ کے لئے لیمونیڈ سوڈا واٹر اور برف و شربت و شیرینی کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہندو مسلمانون اور عیسائیوں کے لئے الگ الگ کمرے اور کارکن مخصوص تھے۔ عیسائیوں کے لئے مسٹر ے۔ ڈی۔ سنار سپرنٹنڈنٹ مشن سکول بورڈنگ ہاؤس مسلمانوں کے لئے منشی حیات محمد مدرس مشن سکول اور اہل ہنود کے لئے منشی دیوان چند صاحب کلارک میونسپل کمیٹی ڈسکہ متعین تھے جو اثنائے جلسہ میں ہر ایک لیڈی اور جنٹلمین اور دیگر صاحبان کو مذکورہ شراب سے سیراب کرتے رہے۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد ہر دو سکول کے طلبا میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور آتش بازی چھوڑی گئی جس نے وہ رنگ دکھایا کہ

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

نیز دونوں سکولوں کی چھتوں کے اردگرد چراغ روشن کئے گئے۔ جو دیر تک لوگوں کی دلفریبی کرتے رہے۔ جس جلسہ کی تیاری کے لئے جناب سکاٹ نے من وعن سے مدد دی۔ نیز جناب تحصیلدار صاحب اور ہیڈ ماسٹر صاحب مشن سکول نے روپے پیسے سے مدد فرمائی۔ فقط

راقم۔ آئی۔ ڈین۔ مشن سکول ڈسکہ

ریمارکس

عہد اسفر دکن تصنیف پادری جے علی بخش صاحب پروفیسر دیوٹی کالج لاہور

یہ سوا سو صفحہ کا رسالہ جو حال ہی میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ پادری ہیرس صاحب کی عنایت سے مجھے ملا ہے۔ میں نے اول سے آخر تک اسکو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ دیسی بھیوں میں سے یہ دوسرے صاحب ہیں جنکا ان باتون کی طرف خیال ہوا ہے۔ کہ ہمارے

چھوٹے چھوٹے کام کس قدر بڑی تاثیر رکھتے ہیں۔ اور کہ ہم کسطرح دوسروں کو فیض پہنچا سکتے ہیں جن احباب نے مولانا حسام الدین صاحب کا سفر باندہ دیکھا ہوگا۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے تصنیفات کا ایک خاص مادہ ہوتا ہے۔ کہ معمولی باتوں کو الفاظ کے عمدہ لباس پہنا کر کسطرح دلچسپ بنایا جاتا ہے۔ کونسا لمبا سفر ہے بمبئی سے باندہ تک۔ مگر مولانا ممدوح کا سفرنامہ ایسا مزیدار ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھا جاتا۔ پادری علی بخش صاحب نے بھی خوب ہمت کی ہے۔ انہوں نے اپنے جنوبی ہندوستان کے سفر کو بھی بمبئی میں شائع کیا تھا۔ جو پسند عام ہوا تھا۔ حال میں اپنے انگلینڈ کے سفر کو بھی بمبئی میں شائع کروا رہے ہیں۔ جو ناظرین بمبئی کے واسطے نہایت دلچسپی کا باعث ہے۔ میں پادری صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ انکی خدمات کلیسیا کی نظر میں قابل تحسین ہیں۔ آپ کی ہمت لائق تعریف ہے۔ کہ تھوڑے تھوڑے دنوں کے سفر کو بھی آپ نے قلم بند کر کے دوسرے بھائیوں کو فیض پہنچایا ہے۔ ورنہ ہمارے دوسرے احباب تو بس اپنے ہی کانوں اور آنکھوں کو خوش کرنے والے ہیں۔ اتنی ہمت اُن کے نصیب میں نہیں کہ وہ اپنی محنتوں کا پھل دوسروں کو بھی چکھا سکیں۔

ہمارے بزرگ برادر پادری احسان اللہ صاحب اور مسٹر ایم ایل رلیا رام صاحب انگلینڈ اور امریکہ تک کے سیر کر آئے۔ اور اول الذکر تو عرصہ تک وہاں رہ آئے مجال ہے کہ اُن کے قلم سے تو در کنار منہ سے بھی کوئی کلمہ اُن کے سفر کے حالات کا نکلا ہو۔ مدت سے احباب اُن کے منہ کی طرف تک رہے ہیں۔ کہ آج کچھ فرماتے ہیں۔ کل کچھ فرمائینگے۔ مگر وہاں صدائے برنخاست کی ایسی گردن دو زبان ہو رہی ہے کہ بس ہی بس ہے ابھی تو کل کا ذکر ہے کہ ہمارے لائق فائق بھائی مسٹر فضل سشنٹ سکرٹری ٹریکٹ سوسائٹی لاہور سوسائٹی کے روپیہ سے کل ہندوستان کا دورہ کر آئے۔ مگر ہے کیکو کانوں کان بھی خبر ہوئی۔ بڑے حوصلے والے لوگ ہیں۔ کیا حرج تھا اگر ایک آدھ مضمون میں صاحبان موصوف کلیسیاؤں کا ہی تذکرہ کر چھوڑتے۔ کہ کس حالت میں ہیں۔ اور کہ انجیل کی خدمات کا کیا حال ہے۔ یا کہ ٹریکٹ اور بائبل سوسائٹی جابجا کیا کام کر رہی ہے۔ جبکہ اتنا چھوٹا سا کام ان سے نہیں ہوتا۔ تو پھر اُن سے اور کیا امید رکھیں شاید میرا یہہ حسن ظن ہو۔ اور وہ اپنے سفر کے حالات تصنیف کر رہے ہوں۔ اگر ایسا ہو۔ تو میں بڑی خوشی سے اپنی غلطی کو مان کر معافی کا خواستگار رہونگا۔

پادری صاحب ممدوح نے یہہ دکن کا سفر انگلینڈ جانے سے پیشتر سنہ ۱۹۰۹ء میں کیا تھا۔ اور اس کے غالباً وہ انگلینڈ کو چلے گئے۔ اور اپنے سفر کے حالات شائع کرنے کا موقع نہ ملا۔ اب انہوں نے اس کو شائع کیا ہے۔ یہہ رسالہ ایک مصنف کی حیثیت میں مصنف نے تصنیف کیا ہے۔ اسمیں دو ماہ اور دس دن کے سفر کے حالات ہیں۔ ان ستر دنوں کے سفر کو انہوں نے سولہ باب پر تقسیم کیا ہے۔ جنمیں انہوں نے بعض بعض شہروں کے حالات۔ ریل کے سفر کا تذکرہ اور اپنے لکچروں کا بیان۔ اور محمدیوں سے مباحثے کے حالات تحریر فرماتے ہیں۔ جنمیں تجسم اور کفارہ کے مباحثے بہت اعلے پایہ کے ہیں۔ مباحثوں میں ایک عرب ملا بنام طٰہٰ کا مباحثہ نہایت دلچسپ اور با مذاق ہے۔ پادری صاحب ذرا زیادہ سنجیدہ ہیں اس لئے خیر گذری ورنہ اگر سنجیدہ نہ ہوتا۔ تو دو دیوانوں کا میل ہو جاتا۔ باوجود کمال سنجیدگی کے پادری صاحب بھی نوک جھونک کرہی گذرے۔ بہت مزیدار بحث ہے۔ خصوصاً مولوی صاحب کی زبان سننے کے قابل۔ اہل زبان کے تو پیٹ پکڑ کر پڑھنے کے لائق ہے۔

خدا کا شکر ہو کہ ہمارے پنجابی بھائی فتح و نصرت سے واپس آئے۔ اور خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ یہہ بھی خوشی کی بات ہے کہ وہ اکیلے گئے صرف خدا ان کے ساتھ ہوا مظفر و منصور پھرے۔ اگر کسی اور بھائی کو ساتھ لیجاتے تو غالباً مشکل بنتی۔ میں بھی ایک دفعہ ہندوستان میں گیا تھا۔ میرے ساتھ ایک اور بزرگ تھے انہوں نے ایک آریا پنڈت کے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ میں چند شریف اہلکاروں میں مسیح کو پیش کر رہا تھا کہ بزرگ بھائی کی طرف سے پیغام آیا کہ جلدی آؤ۔ اول تو میں نے انکار کیا کہ ایسا اچھا کام چھوڑ کر میں کیسے آؤں؟ مگر وہ کب مانتے تھے۔ لاچار گیا۔ وہاں جا کر دیکھا ہجوم پنڈت صاحب بصورت کم گرن مرلہ جگہ لپٹ کر بیٹھے ہوئے۔ میں بھی سامنے جا بیٹھا۔ بس میرا جانا تھا کہ بزرگ صاحب وہاں سے کھسکتے بنے پھر جبتک مباحثہ رہا۔ انکی صورت نہ دیکھی۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ ایسے بزرگوں سے بچے رہے۔ اور خدا نے آپکو کامل فتح دی خداوند کا جلال ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسالہ پادری صاحب نے یا اُن کے احباب نے خود ہی چھپوایا ہے۔ کیونکہ اس پر سوسائٹی* کا نام نہیں ہے۔ اچھے کاغذ پر خوشخط چھپا ہے۔ قیمت کسی قدر زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید سوسائٹی کے مقابلہ پر زیادہ ہے۔ کتاب کی خوبیوں کے لحاظ سے قیمت ۸/ بہت نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے مسیحی بھائی ضرور اسکو ملاحظہ فرماوینگے۔ خاصکر مسیحی مناد جن کے واسطے دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا مصیبت ہے۔ یہہ رسالہ بہت عجیب ہے اُن کے واسطے مصیبت کا باعث نہ ہوگا۔ ۸/ قیمت بھیجکر مصنف سے منگوالیں۔ (راقم واعظ)

* سوسائٹی کو دیتے ہوئے وہ شاید لالہ صاحب سے ڈر گئے ہونگے میری محنت پر بھی انہوں نے پانی پھیر دیا ہوا ہے۔ (ر۔م۔د)





صاحب بہادر دام اقبالہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب پادری آر ڈی ٹریسی بعد تسلیمات نیاز آنکہ ـ چند سطور آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں ـ براہ مہربانی درج اخبار کرکے ممنون احسان فرماویں ۔

جناب من آپ کے اخبار نورافشان مطبوعہ ۱۵ جون ۱۹۰۶ء میں منجانب بھائی ہری موہن عیسائی مقیم لاڈو ریاست پٹیالہ کا خط درج ہے ـ جس میں بھائی ہری موہن صاحب نے جناب مسٹر جان پال واربرٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس ریاست پٹیالہ کے انصاف کا اعتراف کیا ہے ـ مجھے یہہ دیکھکر ایک گونہ خوشی حاصل ہوئی ـ لیکن بھائی ہری موہن کو صاحب بہادر ممدوح کے پورے پورے اوصاف کا علم نہیں ہے ـ اس لئے میں صاحب بہادر کے اوصاف جو ایک عرصہ سے جانتا ہوں ـ درج ذیل کرتا ہوں ۔

سمت ۱۹۲۲ بکرمی میں منشی موہن لعل تحصیلدار گوہلہ ضلع کرنال نے مسمی بہاری کو دک قوم برہمن سے جبراً اغلام کیا تھا ـ جس کے استغاثہ دائر ہونے پر صاحب بہادر از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال واسطے تفتیش مامور ہوئے تھے ـ اسوقت صاحب بہادر اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ضلع کرنال تھے ـ مقدمہ مذکور میں صاحب بہادر نے بڑی دیانتداری اور ہوشیاری اور منصفانہ طور سے تفتیش کرکے بصیغہ ثبوت تحصیلدار مذکور کا چالان کیا تھا ـ اور تحصیلدار صاحب پانچ سال کی قید کے سزایاب ہوئے تھے ـ حالانکہ تحصیلدار صاحب اور اُس کے برادران مالدار شخص تھے اور نیز بادا سدہ گر تحصیلدار صاحب کے خاطر بیس تیس ہزار روپیہ خرچ کرنے کو تیار تھا ـ مگر تب بھی صاحب بہادر نے دیانتداری کو ہاتھ سے نہ دیا دوئم ـ سمت ۱۹۲۲ میں مسمی موتی رام کرنال سے لالہ بھنڈا مل کے چار ہزار روپیہ کے نوٹ دغا کرکے فرار ہوگیا تھا استغاثہ کے دائر ہونے پر صاحب بہادر ممدوح حسب درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال گورنمنٹ پنجاب سے بالخصوصیت ضلع لودیانہ سے منتقل ہوکر واسطے برآمدگی مقدمہ مذکور مامور ہوئے تھے ـ اور اس وقت صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ تھے اور وہ مجرم مذکور گرفتار ہوکر بصیغہ حوالات چالان ہوا اور دو سال کی قید ہوا تھا ـ علاوہ ازین بہت سے کام صاحب بہادر کی جانب سے علاقہ قیصریہ میں دیانتداری اور ہوشیاری کے ساتھہ وقوع میں آچکے ہیں جنکا ذکر کرنے میں ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے ـ اب میں کچھ پٹیالہ کا حال تحریر کرتا ہوں ـ صاحب بہادر کی تشریف آوری سے پہلے پٹیالہ خاص میں اس قدر خون اور ڈاکے ہوئے تھے کہ جنکی تشریح کرنے میں ایک دفتر تیار ہوسکتا ہے ـ مجھے یاد ہے کہ مسمی بھائی جودہ سنگھ جو بین صدر کوتوالی کے پیچھے کوچہ میں رہتا تھا ـ اُسکو بلا زبان قتل کرگئے ـ اور بیس ہزار روپیہ کا مال لے گئے اُس کے قاتلوں کا کوئی سراغ نہ چلا ـ اور نہ مال برآمد ہوا اور نہ ملزم گرفتار ہوئے ـ اور نہ کسی نے سزا پائی ـ بلکہ بھائی صاحب مذکور کے نواسہ نے جو رسوم برادری کے موافق اس کے مرگ کی شیرینی برادری میں تقسیم کی ـ اور نیز اراکین ریاست کے یہاں بھی بطور فخر پیش کی ـ تو سب صاحبان نے منظور فرمائی ـ دوم مسماۃ گنیشی پوربی قتل ہوئی اور ایک ہزار روپیہ کا مال اس کا چوری گیا اور کوئی سراغ مال ملزم کا نہ ملا ـ سوم ایک لاش جس کا سر بالکل علیحدہ کیا گیا ـ ڈوبہ راگھو ماجرہ میں پڑی پائی تھی ـ نہ تو مقتول کا سراغ ملا ـ اور نہ قاتلوں کا اور باشندگان رعایا اور شہر پٹیالہ کو ہر وقت اپنی جان و مال کا خوف رہتا تھا ـ اور شہر میں اس قدر جواری اور ٹھگ رہتے تھے ـ کہ روز روشن ٹھگی اور قفل شکنی اور سرقہ بالجبر کیا کرتے تھے ـ اور عیسائیوں پر بوقت منادی بیجا حملہ کیا کرتے تھے ـ اور گرجا میں جاکر ظالمانہ اور غیر مہذبانہ گفتگو کیا کرتے تھے ـ لیکن جب سے صاحب بہادر پٹیالہ میں رونق افروز ہوئے ہیں ـ ایسا عمدہ انتظام ہے ـ کہ ہر کس ناکس بے فکر کھلے دروازے سوتا ہے ـ آدمی کی تو کیا مجال ہے پرندہ بیجا پر نہیں مار سکتا اب تمام رعایا پٹیالہ کی ہر وقت صاحب کی جان مال کو دعا دیتی ہے ـ اب میں اخیر میں دعا مانگتا ہوں کہ ہمارے آقا رتنا دار سر حضور انور مہاراج بھوپ اندر سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ کو بہ پیشتر عمر دراز بخشے ـ اور لائق بناوے اور جلد با ختیار کرے ـ اور میری پیشین گوئی پوری ہو اور انکو خیال بخشے ـ کہ با ختیار ہوکر مسٹر جان پال واربرٹن صاحب بہادر کے حسن انتظام کی قدر فرماویں اور مسٹر واربرٹن صاحب کو بہ پیشتر عرصہ دراز تک زندہ رکھے تاکہ وہ شریف لوگوں کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہا کریں یہہ میری دعا خدا قبول کرے ـ مسیح کے وسیلے سے آمین ـ

راقم نیاز مند نامہ نگار ۲۳ء/۲ چٹرت حکیم او مُم چند درباری ریاست پٹیالہ

خبط قادیانی

اس کے بعد آپ ''کسی ہندو'' کے رسالہ کا حوالہ تحریر فرماتے ہیں ـ لیکن اسمیں بھی لطف یہہ ہے کہ نہ تو مصنف کا نام درج ہے اور نہ رسالہ کا نشان ـ بس جسطرح یہہ سب مندرجہ صدر حوالجات ثابت شدہ ہیں ـ اسی طرح آپکا یہہ دعوے کہ خود حضرت عیسی علیہ السلام ہندوستان میں آئے اور آپکی قبر مبارک کشمیر میں موجود

ہے، پایۂ اثبات اور تحقیق ہم حاصل کر چکا ہے۔ بھلا اس دعوے کو دوبارہ سہ بارہ پیش کرنے کے پہلے رسالہ ابطال مرزا معروف بہ ضربت عیسوی کا صفحہ ۱۴۷ تو بغور ملاحظہ فرمالیا ہوتا۔ جس میں مصنف صاحب نے آپکی اس جیدی گپ کو بدلائل عقلی و نقلی۔ بحوالہ جات احادیث صحیحہ و مسلمہ فریقین بالکل لغو اور صداقت سے عاری ثابت کر دیا ہے۔ لیکن آپ کیا اختیار ہے اور آپ کو تحقیق و تصدیق سے کیا کام ہے۔ آپ تو بہ تلقین دوست الہامی محض طوطی والا ورد بیشک قیامت تک الاپتے رہیں گے۔ خواہ ہزار بار آپ کی تکذیب ہو چکی ہو+

اب ناظرین غور فرماویں۔ کہ مندرجہ صدر عبارت اور حوالون سے مرزا جی کا صرف یہہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ جس صورت میں ان نامعلوم اور عدم پتہ حوالجات سے یہہ ثابت و محقق ہے کہ انجیل مال مسروقہ ہے۔ تو پھر قرآن کے مال مسروقہ مان لینے میں کونسا نقصان وارد ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر میرا باپ کانا تھا۔ تیرا بھی کانا تھا۔ مرزا صاحب اس دعوے کی بتاکید تصدیق فرماتے ہیں۔ کہ قرآن سچ مچ مال مسروقہ ہے۔ اور یہی امر کا ثابت کرنا صاحب ینابیع الاسلام کا مقصود تھا۔ شق اول۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

بعد اس کے آپ اسی ضمن میں کتاب "یوز آسف" اور اس کے ترجمہ ہائے مروجہ جملہ ممالک یورپ کا ذکر خیر فرماتے اور ابتدا اُسکی قدیم زبان سنسکرت سے بتلاتے ہیں۔ اور اس کی مزید تصدیق کے لئے یہہ فلاسفی درج فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو۔ کہ گویا اندھا ہو۔ وہ بھی اس کتاب (یوز آسف) کو دیکھکر یقین کریگا کہ انجیل اس میں سے چرائی گئی ہے۔" صفحہ ۶ سطر ۷۔ لیکن الہامی صاحب نے یہاں پر سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ کہ اول تو یوز آسف کو کسی وید کا کوئی حصہ نہیں بتلایا جس سے انکا یہہ دعوے ہندوؤں کے نزدیک بہت مستحکم ہو جاتا۔ اور دیگر ممالک یورپ کے مروجہ ترجموں سے اس کا کوئی اردو ترجمہ نہیں چھپوایا۔ ممکن ہے کہ کسی حواریان قادیان میں اس کی مسودہ نویسی شروع ہو۔ اور اس کا آیندہ شایع کرنا مقصود ہو۔ جس کے لئے یہہ حوالہ پیش خیمہ ہو سکے۔ لیکن لطف انھیں یہہ ہے کہ جاہل کی تشریح بتلاتے ہیں۔ اندھا۔ اور پھر اندھا کیسے دیکھ کر یقین کر سکیگا۔ کیا الہامی دوست نے کوئی ایسا نسخہ مجرب مرزا صاحب کو جدید الہام میں تلقین کر دیا ہے۔ جو بارہا شاہی حکیم "حواری اول" نے بذریعہ الہام تجویز فرما رکھا ہے۔ جس سے اندھا بھی دیکھکر یقین کر سکتا ہو۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر اب مرزا صاحب کو آیندہ دیگر بندگان معصوم کا فریب اور بے ایمانی سے پھسلا کر گنہگار بنانا کیا ضرور ہے۔ کیونکہ اُن کی بسر اوقات بلکہ عالی شان عمارات و لنگر خانے وغیرہ کی تعمیرات کا معقول ذریعہ ہاتھ آچکا ہے۔ پس اب مرزا جی پر واجب بلکہ فرض ہے کہ اسی نسخہ کی طفیل اندھوں کی جہالت دور کر کے یعنی انکو بصیرت سے بہرہ ور فرما کر پہلے "الحکم" اور "البدر" کے مندرجہ الہام پڑھا دیکھیں۔ اگر وہ پڑھکر اونپر ایمان لے آویں تو پھر یوز آسف کا زیر تجویز مسودہ شایع فرما کر اُن کو تعلیم و تلقین اور انجیل کے مال مسروقہ ہونے کا یقین کرا کر اپنے دعوے کو سچا کر دکھاویں۔ پھر اگر کوئی شک لاویگا۔ تو "کافر گردد" والا فقرہ صادق آسکیگا۔ لیکن ابھی تو الہامی صاحب کو وصیت جانشینی کی فکر در پیش ہے اور موروثی پیغمبر بنانے کے مضمون سے ہی چھٹی نہیں ملتی۔ بھلا ایسی حالت میں وہ کب تک ایسا کر سکیں گے بغیر الہام اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہاں ممکن ہے کہ اس کے بارے میں کوئی آیندہ الہام ہو جاوے۔ (باقی آیندہ)

راقم پادری ٹامس ہاول از لاہور

فہرست خطابات سالگرہ

(بتقریب سالگرہ ملک معظم خطابات ذیل تقسیم ہوئے ہیں)

سی ایس آئی۔ آنریبل مسٹر ایلیٹ گریم کالون چیف کمشنر اجمیر۔ آنریبل مسٹر لیسلی الگزینڈر سلیم پور ٹر کمشنر لکھنؤ۔ آنریبل مسٹر جان لوئیس جنکنس کمشنر کشم۔ تنک۔ افیون ڈیپارٹمنٹ۔ لفٹنٹ کرنل ولیم تیکرن کنیڈی ایجنٹ گورنر جنرل ایجنسی دکاٹھیاواڑ۔ سردار بہادر گورمکھ سنگھ پریسیڈنٹ کونسل ریجنسی ریاست پٹیالہ۔

کے سی آئی ای۔ لفٹنٹ جنرل ڈانلڈ جیمس سیم میکلوڈ سابق کمانڈنگ برما۔ مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگھ صاحب بلرامپور۔

سی آئی ای۔ آنریبل ملک عمر حیات خان ٹیوانہ کلرا ضلع شاہ پور۔ لفٹنٹ کرنل ڈیوڈ پرین ڈایرکٹر ٹوپو گرافیکل سروے ہند۔ جیمس سومین ڈبولی صاحب پرائیوٹ سکرٹری گورنر بمبئی۔ جیمس ڈگلس صاحب ایجنٹ ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی۔ میجر ولیم جان ڈانیل ڈنڈی اسسٹنٹ کمانڈنگ رائل انجنیر پشاور۔ برین ایگرٹن صاحب اتالیق صاحبزادہ ہز ہائینس نظام دکن

نایٹ ہڈر (سر) آنریبل مسٹر چندر مادھب گھوش قایم مقام چیف جسٹس بنگال۔ ڈانیل مکینن ہملٹن صاحب کارخانہ دار مکنین مکنزی کمپنی کلکتہ۔

راجہ۔ دیپچرلا ویر بھدرا راؤ۔ زمیندار کریدیم۔ وزگاپٹم مدراس پریسیڈنسی بابو گوبند کرشن دیب ایم اے۔ سابق سشن جج بنگال مہا مہا دپادھیا۔ مہاراجہ سر پرتاب نراین سنگھ صاحب کے سی آئی ای مہاراجہ اجودھیا

دیوان بہادر۔ راؤ بہادر منار نایانی پلی راما سوامی نیدو گورنمنٹ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے مدراس۔ دیوان دولت رائے۔ راولپنڈی۔

خان بہادر۔ قاضی عزیز الدین احمد صاحب



ڈپٹی کلکٹر صوبجات متحدہ آنریبل میاں محمد شاہ دین بارسٹر پنجاب۔ مولوی سید نواب علی چودھری دھن باری ضلع میمن سنگھ۔ خانصاحب منشی محمد عظیم خان سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر صوبہ سرحد شمال و غرب باتجی ورانجی پدجی بمبئی۔ عبد اللطیف بن عبد الرحمان رزیڈنسی ایجنٹ شارگ (خلیج فارس)۔ کرنل جعفر علی صاحب ملٹری سکریٹری راجہ کپور تھلہ۔

رائے بہادر۔ ضیاء پرشاد جھنجھن والا۔ کلکتہ۔ بابو کرنا داس بوس ایم اے ڈسٹرکٹ و سشن جج بنگال۔ بابو ودین بندھو بھادوک انسپکٹر پولیس بھاگلپور بابو گنگا گوبند سرکار سول سرجن جیسور بابو اودھا من ایم اے۔ ڈپٹی کلکٹر صوبجات متحدہ۔ گوشائیں بھوانی پوری صاحب بنارس بابو کرشچند رسانیال سلہٹ۔ سیٹھ رام گوپال سکندر آباد۔ راوت گنیش رام کامدار ڈونگرپور۔ ریاست راجپوتانہ۔ لالہ منگو ل پوسٹ ماسٹر دہلی۔

راؤ بہادر۔ ایم۔ آر۔ تالم چکرورتی رنگوپال چریوگل بدرناتھ نراین راؤ ادرگل۔ ہیڈ ٹرانچی ساؤتھ انڈین ریلوے۔ ہری ونایک ساتھی ڈسٹرکٹ ڈپٹی کلکٹر بمبئی مسٹر نگرداس نروتم داس ناناوتی آنریری پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی۔ موتی لال چنی لال سابق ڈپٹی کلکٹر بمبئی۔ مسٹر ونایک مورشیر کلکار ایم اے ڈسٹرکٹ جج ناگپور۔ سیٹھ بھوراج آنریری مجسٹریٹ وردھا۔ بابو دامودر راؤ فناشیل ممبر ٹونک۔ لو صاحب راجی پنڈوا انسپکٹر پولیس پونا۔

سردار بہادر۔ سردار دیال سنگھ مان ڈپٹی کلکٹر آبپاشی پنجاب۔ سردار عبد الرشید خان شاہنی قلات۔ سردار عطر سنگھ سابق سب انجینئر ملٹری ورکس سردار شمشیر سنگھ سینیئر ممبر اگزیکٹیو و جوڈیشل کمیٹی ریاست جیند +

خان صاحب۔ شیخ محمد منیر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب۔ محمد تقی صاحب تحصیلدار بھنڈارہ۔ مسٹر شاپرجی ہرب جی سابق سب انجینئر وسط ہند۔ یعقوب خان افسر انچارج ریاست الور۔ ملک اعظم خان قدرتی بوری ضلع بلوچستان۔ محمد زمان سپروائیزر ملٹری ورکس سرحد شمال و غرب۔ شیخ احمد ہاسپیٹل اسسٹنٹ بنگال عبد الکریم صوبہ دار پشاور۔

رائے صاحب۔ پاٹھک شیو سہائے اٹاوہ میاں مالا سنگھ انسپکٹر پولیس پنجاب۔ پرشوتم راؤ بھگونت دیشپانڈے آنریری مجسٹریٹ ایلچپور۔ سیٹھ ڈلومل پنی۔ علاقہ بلوچستان۔ لالہ گنپت رائے انسپکٹر پولیس سرحد شمال و غرب۔ لاما تھیپ ڈنگ لونگانگ ہیڈ ماستری کلرک گینٹسی۔ وجی مرگیسا مدلیار ہاسپیٹل اسٹور کیپر سکندر آباد۔ بابو لکشمی نراین برمن سپرنٹنڈنٹ ملٹری سپلائی ڈیپارٹمنٹ۔ بابو نراین سنگھ انسپکٹر پولیس لودھیانہ۔

راؤ صاحب۔ ایم۔ آر۔ سیتا رام راو اکسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر جنگلات مدراس۔ پربھاکر رام کرشن بھنڈارکر اسسٹنٹ سرجن۔ اندور

تمغہ قیصر ہند طلائی۔ مولوی مہدی سلیمان صاحب آنریری سکریٹری محمڈن اینگلو اورینٹیل کالج علی گڈھ ریورنڈ لارس ارسن اسکریفسرڈ سکریٹری ہوم مشن سنتھل +

تمغہ قیصر ہند نقرئی۔ مس کرایس کمنس لیڈی سپرنٹنڈنٹ ڈچرنیک ہسپتال پٹنہ۔ سنگھواد میوتھیوگی۔ مانیوا۔ ملٹری اسسٹنٹ سرجن رابرٹ جیمس اودن سابق اسسٹنٹ سرجن پالم پور ضلع کانگڑہ۔ مس انگنس ٹرن بل کینیڈین پریسبٹیرین مشن اندور۔

(منقول از اخبار ہندوستانی)

چینی لونڈی

(سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت سے آگے)

کھیاؤ نے کہا "دادی آپ نے کہا کہ ہم میں تین روحیں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم تین روحوں اور ایک جسم کے ساتھ اس قدر کام نہیں کر سکتے جس قدر کہ اکیلی روح کر سکتی ہے۔"

ہم اس شخص کی مانند ہیں جو تنگ بکس میں بند کیا گیا ہے۔ وہ سوائے بکس کے نہ کچھ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی کچھ محسوس کر سکتا ہے پس ہمارے جسم بکس کی مانند ہیں وہ روحوں کو بند کر لیتے اور چھپا لیتے ہیں"

لنگ سو نے پوچھا "کیا ہماری روحیں روحانی دنیا میں دوسروں کو پہچان لیں گی۔ کیا میں اپنی نئی ماں یا پرانی ماں کو اگر وہاں دیکھوں تو پہچان لونگی"

سوچم نے جواب دیا "میں نہیں جانتی"

کھیاؤ نے یہہ خیال پیش کیا کہ "شاید وہ دوبارہ جنم لینے کے لئے دوسرے جسموں میں چلی گئی ہونگی"۔

"تب تو میں انکو نہیں دیکھہ سکونگی۔ شاید میں انکو پھر کبھی نہ دیکھونگی۔ ہائے! میں تو مرنا نہیں چاہتی۔ روحانی دنیا تو اس سے بھی بدتر ہے"۔ چھوٹی لڑکی نے بڑھیا سے پوچھا "کون ہم کو مار ڈالتا ہے"۔

"میں نہیں جانتی۔ کبھی تو آدمی اور میرا خیال ہے کہ کبھی کبھی روحیں بھی مار ڈالتی ہیں کبھی کبھی وہ ہر جگہ جاتی ہیں اور بہت نقصان پہنچاتی ہیں"۔

لنگ سو نے کہا "کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کو ایسی برائی سے باز رکھہ سکے کہ وہ ہمارے نزدیک نہ آویں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھکو مار ڈالیں گی جس طرح شیر نے میری نئی ماں کو مار ڈالا۔ دیوار اسکو روک نہ سکی"۔

سوچم نے جواب دیا "ہاں ٹھیک روحیں روک سکتی ہیں اور اکثر دیوتا اُن کو روکتے بھی ہیں۔ لیکن بعض

دیوتاؤں کو اسی قدر کام ہے کہ وہ ہر ایک شخص کا فکر نہیں کر سکتے اور باقی دیوتا یا تو سوئے پڑے ہیں یا ہمارے فایدے کے لئے تکلیف گوارا نہیں کرتے اور نیک روحوں کو اور بھی بہت سے کام ہیں؟

جب یہہ حال ہے تو پھر ہم ان بری روحوں کو روک رکھنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

بہتر طریقہ یہہ ہے کہ ان سے دعا مانگی جاوے اور انکو خوراک اور اچھی اچھی چیزیں چڑھائی جاویں۔ اُن کی خوب خاطر کی جاوے تاکہ ہمکو نقصان نہ پہنچاویں۔

کھیاؤ نے کہا "دادی ہم کو روحوں کی نسبت کیونکر علم ہے"۔

ہمارے والدین نے ہمکو سکھلایا اور ان کے والدین ان کو اور اس طرح سے سلسلہ چلا آیا"۔

لڑکے نے پوچھا "لیکن سب سے پہلے کو کس نے سکھلایا؟

میں نہیں جانتی۔ شاید دیوتاؤں نے سکھلایا ہو یا شاید لوگوں نے ایک ایک بات سیکھی ہو اور ہم کو اب وہ سب باتیں جو ہمارے متقدمین نے رفتہ رفتہ معلوم کیں معلوم ہو گئیں"۔

کھیاؤ نے دریافت کیا "تم کو یقین ہے کہ یہہ سب سچ ہے"؟

بوڑھیا نے جواب دیا۔ "ہاں فی الحقیقت سچ ہے۔ ہمارے دادے ہم سے زیادہ دانا تھے۔ اُن کے پاس ضرور اس یقین کی کافی وجوہات ہونگی۔

لڑکے نے کہا "کاشکہ یہہ سچ نہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ بدروحیں ہمیشہ مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی رہیں اور میں بار بار جنم لینا نہیں چاہتا اور یہہ کہ میری روحیں جدا ہوکر ادھر ادھر تتر بتر ہو جاویں جب ہم بہت دفعہ پیدا ہو چکے ہیں اور اگر ہماری ایک ہی روح بار بار جنم لیتی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے اور دوسری کئی برسوں تک تختی میں رہتی ہے اور تیسری بہت مدت تک قبر میں تو ہماری اتنی روحیں ہو جائینگی کہ ہم جان بھی نہ سکیں گے کہ ہم کہاں ہیں ہم بالکل تتر بتر ہو جاوینگے"۔

لنگ سو نے پوچھا "نیک روحوں سے دعا مانگنا بہتر ہے یا بدروحوں سے"۔

سوچم نے جواب دیا "میری بھی دونوں سے دعا مانگو۔ جو فائدہ ان سب سے حاصل ہو سکتا ہے حاصل کر لینا چاہئے۔ سب سے دوستی رکھنے کی کوشش کرو اچھے لوگوں کی روحیں بھی خفا ہو سکتیں اور نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ روحانی دنیا میں بھی لوگوں کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ دنیا میں بعض ہمیشہ اچھے ہیں اور بعض ہمیشہ برے اور بعض جیسا موقعہ ہوتا ہے اچھے یا برے ہوتے ہیں۔ تمہیں حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ ان کو اپنی طرف راغب کر سکو

چھوٹی لڑکی نے پوچھا "کیا اچھی اور بری روحیں اکٹھی رہتی ہیں"۔

"نہیں بری سزا کی جگہ میں جاتی ہیں اور سوائے ایک مہینے کے جب انہیں آرام کرنے کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ بند رہتی ہیں لیکن مہینے کے آخر میں ان سب کو واپس آنا پڑتا ہے اور وہ سب بند کیجاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی روح چھپ جاتی ہے اور اس طرح سے باہر رہ جاتی ہے چونکہ دروازہ بند ہو جاتا ہے وہ ایک سال تک باہر رہتی ہے اور لوگوں کو بہت تکلیف دیتی ہے"۔

کھیاؤ نے پوچھا "کون ان بدروحوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ کون ان کو بند کرتا اور کون انہیں کھولتا ہے؟

میرا خیال ہے کہ وہ بہت اچھا نگہبان نہیں ہے"۔

سوچم نے جواب دیا "دیوتے بری روحوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ شاید وہ چند ایک کو اس لئے باہر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ بروں کو سزا دیں"۔

"جب تم وہاں جاؤ گا تو مجھے امید ہے کہ وہ بڑی چوکسی سے اس کی نگہبانی کریں گے۔ اس کو تو ایک ماہ کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دینا ہی برا ہوگا لیکن اگر وہ ایک سال کے لئے کہیں باہر رہ گیا اور اس دنیا میں اس کا تابو پڑ گیا تو ایک پیسہ بھی نہ چھوڑے گا اور مشکل سے کسی نیک آدمی کو بھی زندہ رہنے دیگا جسکو اس کی ضرورت ہووے"۔

دادی نے کہا "کھیاؤ! کھیاؤ! تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ اگر وہ برا ہے تو اس کو برا کہکر تم بھی اس کی مانند بن رہے ہو"۔

لنگ سو نے پوچھا "اچھی روحوں کی کون نگہبانی کرتا ہے"۔

میں نہیں جانتی شاید دیوتاؤں میں سے کوئی کیونکہ وہ نیک ہیں"۔

کھیاؤ نے کہا "اگر وہ نیک ہیں تو کسی کی نگہبانی کے محتاج نہیں ہیں"۔



ٹکڑے اور دیگر اشیاء مفصلہ ذیل نیلام کیا کرینگے یعنی لوہے کی پرانی چھڑیں اور اسپات کی ریلیں اور کیانیاں اور پلیٹ اور لوہے کے ٹکڑے چادریں اور سلاخیں اور لوہے کی پرانی چادریں سلاخیں ٹکڑے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اس کے پرانے نقرئی سکوں کے ٹکڑے لکڑی کی پرانی سلیپریں۔

تمام اشیاء فروختہ تاریخ فروختگی سے ایک ماہ کے اندر اٹھالیجانی چاہئے ورنہ ۳ پائی فی من یومیہ ڈیمرج لیاجائیگا ماسوائے چوبی سلیپروں کے تمام ریلوے سامان پر وہی کرایہ بیرونجات کے اسٹیشنوں سے لیاجائیگا جو اس کے لئے معین ہے۔

چیف سٹورکیپر آفس } حسب الحکم جے ڈبلیو اے کنیر
لاہور۔ ۱۵ جون ۱۹۰۶ء } چیف سٹور کیپر

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شائع ہوتاہے۔ اسکا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ حسب ذیل ہے

عوام سے　　لگ　　سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو　　۸/　　〃
〃 پچیس روپیہ سے کم ہو　　۸　　〃
〃 پندرہ روپیہ سے کم ہو　　۱۲/　　〃
اگر تنخواہ نو روپیہ سے کم ہو　　۸/　　سالانہ

نمونہ کا پرچہ درخواست کرنے پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر
پادری ای۔ جی میگاڈ المورہ یو۔ پی (صوبجات)

پرسبٹیرین بیوگان و یتامی کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۴۷ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دی گئی ہے۔ یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے۔ جو چندہ دہندہ گان سے وصول ہوا ہے۔ اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر
پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

ضرورت

ش　　۱۳

میں نے سینیئر کیٹی کسٹ کے عہدے سے استعفا

دیگر ایونجلسٹ ورک متعلقہ چرچ مشنری سوسائیٹی چھوڑ دیا ہے جس غیر مشن میں میری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو بلا لیویں کر مجھے کام کی ضرورت ہے خط وکتابت پتہ ذیل پر ہو۔

المشتہر
منشی میر عالم خان۔ مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ؎ معہ ضمیمہ لگ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک 〃 لگ/ 〃 ے/
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	لگ	ے/۸	ے
چوتھائی کالم	ے/۸	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	عہ/۸
پورا کالم	عہ	عہ/۸	صہ
پورا صفحہ	صہ	عہ	للہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ مابعد کے ا/ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلامحصول
〃 〃 〃 〃 〃 〃 معہ محصول ؎
〃 سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول　　ع

پادری آر. ڈی. ٹریسی صاحب ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی بلوڈس چھپا